International Journal of Islamic Studies & Culture *ISSN-2709-3905*
http://ijisc.com.pk/index.php/IJISC/issue/view/192 *PISSN2709-3891*
(Volume.4, Issue.2 (2024)
(April-June)

Scientific Study of the Shariah Status of Surrogate Mother.

کرائے کی ماں کی شرعی حیثیت کا علمی مطالعہ

Tariq Khan
M.Phil Scholar Department of Islamic Studies Kohat University of science & Technology Kohat
Dr. Farhadullah
Assistant Professor Department of Islamic Studies Kohat University of science & Technology Kohat
Muhammad Muneer
PhD Scholar Department of Islamic Studies Kohat University of science & Technology Kohat

Abstract

The creator of the universe has used the method of marriage in all religions for the survival of the human race from the creation of man to the doomsday and prohibited all the other means of obtaining children apart from marriage. A new method is in use to achieve this, which is called surrogacy. Until the birth, the woman should keep him in her womb and get wages and labor for him. From the Islamic point of view, this situation is absolutely illegitimate to adopt for obtaining children. Because in the Holy Qur'an, Allah Ta'ala has described the qualities of believing men and women and said that they protect their private parts and women who rent their wombs for others, then they are exempted from this attribute of protection. Also, Islam forbids earning money through the private part of the body, and the Messenger of Allah (peace and blessings of Allah be upon him) forbade earning money on it.

Keywords: Marriage, Religions, Doomsday, Prohibited, Children, Surrogacy, Woman

تاجیر الارحام (یا سورو گیسی) کچھ معاشروں میں قانونی جواز حاصل کر چکا ہے۔ یہ عمل مختلف قانونی اور اخلاقی سوالات کو جنم دیتا ہے۔ دو افراد (خواہ وہ ہم جنس پرست ہوں یا مختلف جنس کے ہوں) جو اولاد کی نعمت سے محروم ہیں، کسی تیسری پارٹی (عام طور پر ایک عورت) کی مدد سے بچہ پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تاجیر الارحام کے عمل میں اخلاقی اور شرعی سوالات اٹھتے ہیں، جیسے: عورت کی خود مختاری: یہ سوال کہ کیا عورت اپنی باروری اور بچے کی حمل و وضع کی خدمات کو رضامندی سے فراہم کر رہی ہے یا یہ عمل کسی دباؤ یا مجبوری کی بنا پر ہو رہا ہے؟ بچے کے حقوق: بچے کے والدین کے بارے میں قانونی اور اخلاقی سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ بچے کی شناخت، پرورش، اور میراث کے مسائل کو کیسے حل کیا جائے؟ ثقافتی اور مذہبی اقدار: بہت سے مذاہب اور ثقافتوں میں تاجیر الارحام کو اخلاقی طور پر درست نہیں سمجھا جاتا کیونکہ یہ قدرتی اور روایتی طریقوں سے ہٹ کر ہے۔ اگرچہ یہ عمل مغربی ممالک میں قانونی طور پر جائز ہو سکتا ہے، لیکن اس کے بارے میں بہت سے معاشروں میں بحث جاری ہے۔ ہر معاشرہ اور مذہب اپنی ثقافتی اور اخلاقی اقدار کے مطابق اس عمل کے جواز پر غور کر سکتا ہے۔

تاجیر الارحام کی تعریف کے بارے میں فقہاء کرام لکھتے ہیں

هو تلقيح ماء رجل (النطفة) بماء امرأة (البويضة) تلقيحاً خارجيا اختبار ثم زرع هذه البويضة الملقحة اللقيحة) في رحم امرأة أخرى تتطوع بحملها حتى ولادة الجنين أو مقابل أجر معين-[1]

ترجمہ: یہ ایک ایسا عمل ہے جس میں مرد کا مادہ تولید عورت کے مادہ تولید کے ساتھ کسی نلکی (ٹیوب) میں ملا کر کسی عورت کے رحم میں رکھا جاتا ہے تاکہ بچہ کی پیدائش تک وہ عورت اس کو اپنے رحم میں بغیر معاوضہ کے رکھے اور یا پھر اس پر اجرت ومزدوری حاصل کرلیں۔

تاجیر الارحام کے لیے استعمال ہونے والے اسماء

الأم البديلة ، والأمومة المشتتة والرحم المستعار ، والرحم الظئر [2]،

واستئجار الأرحام ، والرحم البديل ، والمخصبة الصناعية ، ومؤجرات البطون[3]

اسبابِ تاجیر الارحام

تاجیر الارحام کے حوالے سے اسباب کہ کس طرح مختلف صورتوں میں لوگ دوسری عورت کے رحم کو اجرت پر لے کر اولاد حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ان میں سے کچھ اسباب درج ذیل ہیں:

علاج کی ضرورت: اگر کسی عورت کا رحم کسی بیماری کی وجہ سے نکال دیا گیا ہو، یا وہ معیوب ہو، تو ایسی صورت میں اولاد کی خواہش رکھنے والے لوگ دوسری عورت کے رحم کو کرایہ پر لے کر بچے کی پیدائش کروا سکتے ہیں۔

بیماری کے منتقلی کا خطرہ: بعض حالات میں عورت ایسی بیماری میں مبتلا ہو سکتی ہے جو جنین کو منتقل ہو سکتی ہے، مثلاً ایڈز۔اس صورت میں، جنین کو بیماری سے محفوظ رکھنے کے لیے تاجیر الارحام کا طریقہ اختیار کیا جاسکتا ہے۔

حمل کی استقرار میں مشکلات: بعض خواتین میں رحم کی ایسی بیماریاں ہو سکتی ہیں جو جنین کو مستحکم نہ ہونے دیتی ہوں اور بار بار اسقاط حمل ہو جاتا ہو۔اس طرح کے حالات میں دوسری عورت کے رحم کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔

عمر کے مسائل: اگر عورت کی عمر زیادہ ہوگئی ہو اور اس کا رحم حمل کو برقرار رکھنے کے قابل نہ ہو، تو وہ دوسری عورت کے رحم کو اجرت پر لے کر اولاد حاصل کر سکتی ہے۔

جسمانی ساخت کی حفاظت: کچھ خواتین اپنی جسمانی ساخت اور حسن کی حفاظت یا عیش وعشرت کی خاطر حاملہ ہونے سے گریز کرتی ہیں اور تاجیر الارحام کا راستہ اختیار کرتی ہیں۔

غیر شادی شدہ افراد کی اولاد کی خواہش: مغربی معاشرے میں غیر شادی شدہ مرد و عورت جو اولاد کی خواہش رکھتے ہیں، وہ بھی تاجیر الارحام کا راستہ اختیار کر سکتے ہیں۔

ہم جنس پرست شراکت دار: ہم جنس پرست جوڑوں کے لیے بھی اپنی اولاد کی خواہش کو پورا کرنے کے لیے تاجیر الارحام ایک ذریعہ ہو سکتا ہے۔ان اسباب میں سے کچھ اخلاقی، قانونی،اور انسانی حقوق کے مسائل پیدا کرتے ہیں، لہذا ان امور کا نظم وضبط قانونی واخلاقی طور پر کرنا ضروری ہے تاکہ کسی کی عزت و وقار کو ٹھیس نہ پہنچے۔[4]

تاجیر الارحام کی صورتیں

یہاں پر تاجیر الارحام کی ان صورتوں کو بیان کیا جاتا ہے جو آج کل رائج ہے۔

ISSN-2709-3905
PISSN2709-3891

پہلی صورت:

اس صورت میں شادی شدہ مرد کے نطفہ کو ایسی عورت کے بیضہ کے ساتھ ملایا جاتا ہے جو اس کی بیوی نہیں ہوتی ہے، پھر اس کو لیکر دوسری ایسی عورت کے رحم میں پیوند کیا جاتا ہے جو نہ اس کی بیوی ہوتی ہے اور نہ ہی وہ عورت کے بیضہ کا مالک ہوتا ہے یہ کام مال کے بدلے میں ہوتا ہے اور بچہ پیدا ہونے کے بعد اس مرد کے حوالے کیا جاتا ہے جس کا نطفہ ہوتا ہے، یہ صورت اس وقت اختیار کی جاتی ہے جب بیوی کی بچہ دانی میں کوئی مسئلہ پریشانی وغیرہ ہو۔[5]

دوسری صورت :

شادی شدہ عورت کے بیضہ کو ایک اجنبی مرد کے نطفہ سے ملایا جاتا ہے جو اس کا شوہر نہیں ہوتا ہے اور پھر اس کو لیکر دوسری ایسی عورت کی بچہ دانی میں ڈال دیا جاتا ہے جو اس عمل کو کرنی والی ہوتی ہے۔ یہ طریقہ اس وقت اختیار کیا جاتا ہے جب شوہر نامرد ہو۔[6]

تیسری صورت:

بیوی کے بیضہ کو اس کے شوہر کے پانی سے ملایا جاتا ہے پھر اس کے بعد کسی دوسری اجنبی عورت کے رحم میں پیوند کیا جاتا ہے جو اس کی بیوی نہیں ہوتی ہے، یہ عورت ان زوجین کو اپنا رحم کرایہ پر دینے کے لیے رضامند ہوتی ہے، اور سارا معاملہ مال کے عوض ہوتا ہے۔ دونوں فریقوں (منسلک بیضے کے مالک اور رحم کا کرایہ دار) کے درمیان اتفاق ہوتا ہے اس پر کہ پیدائش کے بعد بچہ والدین کو دیا جائے گا۔[7]

چوتھی صورت

یہ پچھلی صورت کی طرح ہے جس میں بیضہ کو اس کے شوہر کے نطفہ سے ملایا جاتا ہے اور پھر اس کے بعد اس کے دوسری بیوی کے رحم میں پیوند کیا جاتا ہے۔

تاجیر الارحام کی چاروں صورتوں کا شرعی حکم

پہلی صورت کا حکم

شادی شدہ مرد سے لیا گیا نطفہ (مادہ منوی) کو ایسی عورت سے لیے گئے بیضہ کے ساتھ ملانا جو اس کی بیوی نہیں ہے اور پھر اس کے بعد دوسری اجنبی عورت کے رحم میں لگانے کی یہ صورت حرام ہے، اس لیے کہ اگرچہ یہ جنین اس مرد کے منی سے پیدا ہی ہوا ہے، مگر بیضہ والی عورت اس کی اپنی بیوی تو نہیں بلکہ اجنبی عورت ہے۔ اور یہ صورت زنا کے مشابہ ہے، اگرچہ اس میں دخول نہیں پایا جا رہا، اس لیے کہ اللہ تعالی نے بیویوں کو اپنے اپنے شوہر کے لیے کھیتی قرار دیتے ہوئے فرمایا:

نِسَائُکُم حَرثٌ لَّکُم[8]

ترجمہ: تمہاری عورتیں تمہارے لیے کھیتی ہیں۔

اور یہ عورت اس صورت میں اپنے شوہر کے لیے کھیتی نہ رہی، بلکہ غیر کے لیے کھیتی بن گئی۔ تو اس وجہ سے یہ صورت زنا سے مشابہ ہونے کی وجہ سے حرام اور ناجائز ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ عورت کے حاملہ ہونے کے لیے ضروری ہے کہ وہاں ان کے درمیاں زوجیت کا رشتہ ہو اور یہ حمل ان کے درمیان شرعی تعلق کا نتیجہ ہو، پھر وہ عام ہے کہ ان کے اعضاء تناسل کے اختلاط سے ہوا ہو، یا شوہر کے منی کو بیوی کے رحم میں کسی طریقے پر داخل کرنے سے ہو اور پھر اس سے بچے کی تخلیق ہو جائے اور وہ بڑھے، لیکن مذکورہ صورت اسی طرح نہیں ہے بلکہ اس میں بیضہ صاحب نطفہ کی بیوی کا نہیں ہے بلکہ یہ دوسری عورت کا ہے تو ثابت ہوا کہ یہ زوجین کے عمل کا نتیجہ نہ ہوا۔ اس لیے یہ صورت ناجائز اور حرام ہے۔ لیکن بہر حال اس میں مولود کا نسب صاحب حضانت کے شوہر کی طرف لوٹے گا۔[9]

دوسری صورت کا حکم

شادی شدہ عورت کے بیضہ کو اجنبی مرد کے نطفہ سے ملانا اور پھر دوسری عورت کے رحم میں پیوند کرنا، بلاشبہ یہ صورت اللہ تعالیٰ کے اس صریح فرمان کی بنا پر حرام ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ[10]

اور والد پر عادت کے مطابق ان کا خوراک اور ان کے کپڑے ہیں۔

تو یہ آیت کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جس کے منی سے جنین پیدا ہوتا ہے وہی اس کا باپ ہوتا ہے اور یہ جنین اسی کا مولود ہوتا ہے۔ جب کہ اس صورت میں نطفہ اس کے شوہر کا نہیں ہوتا بلکہ غیر کا ہوتا ہے۔ لہذا اس عورت کا اپنا شوہر اس جنین کا باپ نہیں بلکہ اس کا باپ وہ دوسرا شخص ہے جس کی منی کو عورت کے بیضہ سے ملایا گیا ہے جو بالکل خلاف اصول ہے۔ اس کی وجہ سے انساب کا اختلاط بھی پیدا ہوتا ہے جس کی وجہ سے یہ صورت شرعاً حرام ہوتی ہے۔[11]

دوسری وجہ یہ کہ اس صورت میں زنا کا معنی بھی پایا جاتا ہے کہ جس شخص کا نطفہ اس عورت کے بیضہ کے ساتھ ملایا جاتا ہے اس کا اس عورت کے ساتھ شرعی طریقہ پر رشتہ ازدواج نہیں ہے۔ اگرچہ عدم ایلاج یہاں بھی موجود ہے جیسا کہ پہلی صورت میں موجود تھا لیکن منی تو پھر بھی دوسرے شخص کی ہے لہذا اس حمل سے جو بچہ پیدا ہوگا وہ ولد الزنا کی طرح ہوگا کہ صاحب منی سے اس کا نسب شمار نہیں ہوگا کیوں کہ وہ اس عورت کا شوہر نہیں ہے اور یہ بچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق صاحب فراش (رحم کو کرایہ پر دینے والی کے شوہر) کا شمار ہوگا۔

الولد للفراش وللعاهر الحجر[12]

ترجمہ: بچہ صاحب فراش (شوہر) کا ہوگا اور زانی کے لیے پتھر (سزا) ہے۔

تیسری اور چوتھی صورت کا حکم

تیسری صورت کہ میاں بیوی کی منی اور بیضہ کو ملانے کے بعد اس کو ایسی اجنبیہ عورت کے رحم میں رکھنا جو خود رحم کو عطا کرنے والی ہوتی ہے، اور چوتھی صورت یعنی میاں بیوی کے نطفہ اور بیضہ کو ملا کر اس کو کسی ایسی عورت کے رحم میں رکھنا جو خود رحم کو اس خدمت کے لیے پیش کرنے والی ہو اور وہ عورت اس مرد کی دوسری بیوی ہو، یہ دونوں صورتیں عصر حاضر کے علماء میں مختلف فیہ ہیں جس میں علماء کرام کے تین اقوال ہیں۔

پہلا قول

عورت کے رحم کو کرایہ پر لینا قطعی طور پر حرام ہے، خواہ دینے والی عورت نطفہ کے مالک کی دوسری بیوی ہو یا وہ اجنبی عورت ہو۔ اس قول کے مطابق تاجیر الارحام کی یہ دونوں صورتیں ناجائز ہے۔ علماء معاصرین میں یہ قول مختلف علماء کرام کا ہے، جن کے نام کہ درج ذیل ہیں:

1. محمد خالد منصور ، و د. علي جمعة مفتي مصر .
2. عبد الفتاح الشيخ رئيس اللجنة الفقهية بمجمع البحوث الإسلامية بالأزهر .
3. محمد متولي منصور الأستاذ بجامعة الأزهر والشيخ سالم الشيخي عضو مجلس الأوروبي للإفتاء ورئيس الهيئة القضائية ببرمنجهام.
4. عزت عطية أستاذ الحديث بجامعة الأزهر .
5. ياسين محمد نجيب غضبان الأستاذ بجامعة الإيمان باليمن ، وعضو مجمع فقهاء الشريعة الإسلامية بأمريكا من دلائل قرب قيام الساعة .

6-المرحوم الشيخ جاد الحق على جاد الحق فى مشيخة الأزهر -[13]

دلیل:

یہ حضرات اس پر یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَ الَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ[14]

ترجمہ: اور جو لوگ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیویوں پر یا اپنے ہاتھ کے مال باندیوں پر سو ان پر اس میں کچھ الزام نہیں ہے۔
ان آیات میں مؤمنین کی صفات بیان کی گئی ہیں اور ان صفات میں شرم گاہ کی حفاظت اور بے حیائی میں پڑنے سے ان کے بچنے کا ذکر ہے، صرف دو صورتوں کا استثنا ہے وہ یہ کہ اپنی بیویوں اور باندیوں سے شہوت پوری کر سکتے ہیں، جبکہ تاجیر الارحام کی صورت میں شرم گاہ کی حفاظت نہیں ہوتی بلکہ پردہ پامال ہوتا ہے۔

دوسرا قول

رحم کو کرایہ پر لینا اس وقت جائز ہے جب کہ رحم کو کرایہ پر دینے والی عورت شوہر کی دوسری بیوی ہو اور یہ عمل ضرورت کی بنیاد پر کیا جاتا ہو مثال کے طور اگر اس عورت کی بچہ دانی خراب ہے جس نے بیضہ دیا ہے یا اس کے رحم کو نکال دیا گیا ہو۔ اور اس کے سوتن کا رحم صحت مند ہو، وغیرہ وغیرہ،
بہت سے معاصرین نے اس رائے کو قبول کیا ہیں۔[15]

یہ قول درج ذیل علماء کرام کا ہے:

1. الشيخ عبد الله بن سليمان المنيع عضو هيئة كبار العلماء -
2. والأستاذ عبد القادر العماري القاضي السابق برئاسة المحاكم الشرعية في قطر -
3. علي محمد يوسف المحمدي أستاذ الشريعة بجامعة قطر -
4. الأستاذ محمد علي التسخيري عضو مجمع الفقه الإسلامي -
5. عارف علي عارف ، وغيرهم-

دلیل:

مجوزین یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ جب دو خواتین ایک ہی شوہر کے نکاح میں ہوں تو ان کے مابین پختہ رشتہ قائم ہوتا ہے اور بچے کے لیے دونوں ماں باپ کی موجودگی میں عائلی نظام محفوظ رہتا ہے۔ نیز، ان کا خیال ہے کہ اس طرح دونوں سوتنوں میں پیار اور محبت پیدا ہونے کا امکان بڑھ جاتا ہے۔ المجمع الفقہی کے ساتویں اجلاس میں اس کو جائز قرار دیا گیا ہے، لیکن ساتھ ہی انہوں نے مکمل احتیاط کی سفارش کی ہے کہ نطفہ کا اختلاط نہ ہو اور اس کا عمل شدید ضرورت کی صورت میں ہی کیا جائے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے ایسا کام کیا جائے جو نہ صرف عائلی نظام کو مضبوط بنائے بلکہ اسلامی قوانین کے تقاضوں کی بھی پیروی کرے۔ یہ دلیل اسلام کے عائلی نظام کو مضبوط کرنے پر مبنی ہے اور ساتھ ہی اس بات پر زور دیتی ہے کہ احتیاطی تدابیر پر عمل کرتے ہوئے اس عمل کو انجام دیا جائے تاکہ اسلامی اقدار کو نقصان نہ پہنچے۔[16]
لیکن دو جوہات کی بناء پر رابطہ عالم اسلامی کے المجمع الفقہی نے آٹھویں اجلاس میں اس سے رجوع کر لیا۔[17]

ISSN-2709-3905
PISSN2709-3891

پہلی وجہ:

یہ پہلی وجہ اس امکان پر مبنی ہے کہ اگر شوہر کی دوسری بیوی کا رحم استعمال ہوتا ہے تو اس کے رحم میں دوسرے حمل کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شوہر کو دوسری بیوی کے ساتھ مباشرت کرنے کا اختیار حاصل ہے اور بیوی کا مبیضہ بھی بیضہ پیدا کر سکتا ہے۔ اگر ایسا ہوتا ہے تو دو جڑواں بچوں کے حمل کا امکان پیدا ہو جاتا ہے، اور ان دونوں بچوں کے بارے میں یہ جاننا ممکن نہیں ہو گا کہ کون سا بچہ کس ماں کے بیضہ سے پیدا ہوا ہے۔ یہ صورت حال ایک پیچیدگی پیدا کرتی ہے جس کی وجہ سے نطفہ کے اختلاط کے نتیجے میں بچوں کی نسبت معلوم نہیں ہو پاتی۔ یہ دلیل اس معاملے کی پیچیدگی کی نشاندہی کرتی ہے اور یہ ظاہر کرتی ہے کہ اس عمل میں احتیاط کی شدید ضرورت ہے تاکہ نسبی اور عائلی مسائل پیدا نہ ہوں۔ اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے، ایسی صورت میں یہ ضروری ہے کہ نطفہ کے اختلاط سے بچا جائے اور اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ نسب کی شناخت برقرار رہے۔

دوسری وجہ:

یہ دوسری وجہ بھی پہلی وجہ کی طرح اس بات پر زور دیتی ہے کہ دو جڑواں بچوں کے معاملے میں پیچیدگی پیدا ہو سکتی ہے، خاص طور پر اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک فوت ہو جائے۔ اگر یہ معلوم نہ ہو سکے کہ کس کا بچہ فوت ہوا ہے — سوتن کے بیضہ والا یا اپنی بیضہ والا — تو یہ ایک بڑا مسئلہ بن سکتا ہے۔ اس معاملے میں حقیقی ماں کی شناخت کے حوالے سے اختلاط کا اندیشہ موجود رہتا ہے، جس کی وجہ سے بچوں کے والدین کے سلسلے میں شکوک و شبہات پیدا ہو سکتے ہیں۔ فقہی احکامات بھی اس معاملے سے متاثر ہو سکتے ہیں کیونکہ شریعت میں بچوں کی نسبی شناخت کا تعین بہت اہم ہے۔ اس وجہ سے، یہ ضروری ہے کہ نطفہ کے اختلاط سے بچا جائے اور کسی بھی صورت میں نسبی مسائل کے پیدا ہونے کے امکانات کو کم کیا جائے۔ اس لیے اگر اس عمل کو انجام دیا جائے تو اسے شدید احتیاط کے ساتھ کیا جانا چاہئے تاکہ نسبی تعلقات کو مضبوط اور واضح رکھا جا سکے۔

لہذا ان وجوہات کو دیکھ کر المجمع الفقہی نے جواز کے قول سے رجوع کیا کر لیا اور عدم جواز کا فتوی دیدیا۔

تیسرا قول:

تاجیر الارحام مطلقا جائز ہے، خواہ وہ عورت جس کے رحم کو نطفہ اور بیضہ کے لیے استعمال کیا جاتا ہے صاحب نطفہ کی بیوی ہو یا نہ ہو، اور یہ متعدد معاصر فقہاء کی رائے ہیں۔[18]

اس قول کے قائلین درج ذیل علمائے کرام ہیں۔

1. الدكتور عبد المعطي بيومي عميد كلية أصول الدين جامعة الأزهر وعضو اللجنة الدينية في مجلس الشعب المصري
2. آية الله السيد السيستاني بشرط الضرورة
3. الدكتور عبد الحميد عثمان محمد
4. الأستاذ في كلية الحقوق في جامعة طنطا

دلیل:

ان حضرات کی دلیل وہی ہے جو دلیل دوسرے قول والوں نے بیان کی ہے کہ سوتنوں کے درمیان کرایہ پر لینے کی اجازت ہے ان حضرات کا استدلال تھا کہ ابوۃ ایک ہی ہے، خاندانی ہم آہنگی حاصل ہو جاتی ہے، لہذا جب

ولدیت ایک ہوئی تو نسب کے اختلاط کے شبہ کا اندیشہ بھی باطل ہوا۔[19]

لیکن اس صورت میں بھی توامین (جڑوا) کی صورت میں اختلاط نسب اور دوسرے مسائل اوپر کی طرح پیدا ہونگے۔

تاجیر الارحام (رحم کی کرایہ داری) کی مذکورہ صورتوں میں پائی جانے والی قباحتیں

(1) قرآن مجید میں مؤمن مردوں اور عورتوں کی صفات بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ لہذا جو عورتیں بھی اپنے رحم میں کسی اجنبی مرد کے بار آور نطفہ کی پرورش کرتی ہیں اور رحم کو غیر کے لیے کرایہ پر مہیا کرتی ہیں تو وہ اس حفاظت کی صفت کے حکم سے نکل جاتی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَ الَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ اِلَّا عَلٰی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ [20]

ترجمہ: اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ مگر اپنی بیویوں سے یا کنیزوں سے جو ان کی ملکیت میں ہوتی ہیں کہ ان سے مباشرت کرنے میں ان پر کوئی ملامت نہیں ہے۔

اس آیت کریمہ کے بعد والی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو بیوی اور باندی کے علاوہ تلاش کرتے ہیں (ان کے ساتھ مباشرت کرتے ہیں) تو وہ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔ لہذا ان آیات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے لیے اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کتنا ضروری امر ہے لہذا جو لوگ اپنی بیوی کی بجائے دوسری عورتوں کے رحموں کو کرایہ پر لے کر اس میں منی اور بیضہ رکھتے ہیں تو قرآن کریم کی ان آیات کے احکامات کو پامال کرتے ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے مقام پر بھی مسلمان مرد اور عورت دونوں کے لیے حکم فرمایا ہے کہ وہ اپنی نظروں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُل لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَیَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ...وَقُل لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ [21]

(اے نبیؐ!) مومن مردوں سے کہدیجئے کہ اپنی نظریں جھکا کر رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ اور مومن عورتوں سے کہدیجئے کہ وہ اپنی نظریں جھکا کر رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

یہ آیت جنسی تعلقات اور اخلاقی اقدار کی حفاظت پر زور دیتی ہے اور نیکی اور پاکیزگی کی تلقین کرتی ہے۔ آیت میں "شرمگاہوں کی حفاظت" کا مفہوم وسیع ہے اور صرف غیر شرعی جنسی تعلقات سے بچنے تک محدود نہیں ہے بلکہ اس میں ہر وہ عمل شامل ہے جو اسلامی اقدار اور شریعت کے قوانین کے خلاف ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مؤمنوں کو اپنی جنسی اخلاقیات کی حفاظت کرنی چاہئے اور ان تمام اعمال سے گریز کرنا چاہئے جو فطرت سلیمہ کے خلاف ہیں۔ لہذا، رحم کو کرایہ پر دینا یا کسی اجنبی مرد کے نطفہ کی پرورش کرنا ان اسلامی اصولوں کی خلاف ورزی ہوسکتی ہے۔ یہ عمل "شرمگاہوں کی حفاظت" کے حکم کو پامال کرتا ہے کیونکہ اس سے جنسی اخلاقیات کے اصولوں اور عائلی نظام کی تقدیس پر منفی اثر پڑ سکتا ہے۔ اس لیے اسلامی نقطہ نظر سے ایسی کسی بھی صورت میں احتیاط برتنی چاہئے تاکہ شریعت کے تقاضوں کی پابندی کی جائے اور اس میں کوئی خلاف ورزی نہ ہو۔

(2) اسلامی شریعت کے مطابق، نکاح کے بغیر کسی بھی عورت کا اجنبی مرد کے نطفے سے استقرارِ حمل حرام قرار دیا گیا ہے۔ یہ عمل نکاح کے بغیر جنسی تعلقات یا کسی بھی شکل میں ایسے تعلقات کو شامل کرتا ہے جو اسلامی اصولوں کے مطابق نہیں ہیں۔ نکاح کے بغیر کسی بھی اجنبی مرد کے نطفے سے حمل کا استقرار کرنا شریعت کے احکامات کے خلاف ہے اور یہ عمل حرام سمجھا جاتا ہے۔ اس میں رحم کو کرایہ پر دینا یا اس طرح کی دیگر اشکال شامل ہیں، جو کسی اجنبی مرد کے نطفے کو ایک عورت کے رحم میں منتقل کرنے کے عمل کو بیان کرتی ہیں۔ یہ شریعت کے احکامات کی کھلی خلاف ورزی ہے، کیونکہ یہ نکاح کے بغیر جنسی تعلقات کو ممکن بناتی ہے اور اسلامی اخلاقیات کے خلاف ہے۔ شریعت مطہرہ نکاح کے دائرے میں جنسی تعلقات کو جائز قرار دیتی ہے اور نکاح کے بغیر ایسے تعلقات کو حرام قرار دیتی ہے۔ لہذا، مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ شریعت کے ان احکامات کی پابندی کریں اور اس طرح کے اعمال سے گریز کریں جو اسلامی اصولوں کے خلاف ہوں۔ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

لَا یَحِلّ لِامرِئٍ یُومِنُ بِاللهِ وَالیَومِ الآخِرِأن یَّسقِيَ مَاؤهُ زَرعَ غَیرِهِ [22]

جو شخص اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے پانی (یعنی مادۂ تولید) سے کسی دوسرے کی کھیتی کو سیراب کردے (یعنی وہ کسی اجنبی عورت سے مباشرت کرے)۔

(3) اسلام میں نسب کی حفاظت پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے کیونکہ یہ عائلی نظام کی بنیاد ہے اور معاشرتی استحکام کے لیے بہت اہم ہے۔اسلامی تعلیمات کے مطابق، ایک فرد کا نسب اس کے والدین سے منسلک ہوتا ہے اور اس کی شناخت اور وراثت کا حق بھی اسی سے متعلق ہوتا ہے۔زنا کے حرام ہونے کی ایک اہم وجہ اختلاط نسب ہے۔زنا کے ذریعے پیدا ہونے والے بچے کا نسب غیر واضح ہو جاتا ہے اور اس سے عائلی نظام میں انتشار پیدا ہوتا ہے۔اس لیے اسلام میں زنا کو حرام قرار دیا گیا ہے تاکہ نسب کی حفاظت کی جا سکے اور عائلی نظام مضبوط بنایا جا سکے۔اسی طرح، یہ بھی جائز نہیں کہ کوئی شخص کسی دوسرے کی اولاد کو اپنی اولاد قرار دے یا اپنے حقیقی والد کے علاوہ کسی اور کو اپنا والد کہے۔ایسا کرنا نسب کے اختلاط کا باعث بن سکتا ہے اور شریعت کے مطابق حرام ہے۔مسلمانوں کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ اپنے نسب کی حفاظت کریں اور اسے کسی بھی طرح سے ملغی نہ کریں۔اس لیے اسلامی نقطہ نظر سے، نسب کی حفاظت اور شناخت کو برقرار رکھنا بہت ضروری ہے تاکہ معاشرتی استحکام اور عائلی نظام کی سلامتی کو یقینی بنایا جا سکے۔۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ ذَٰلِكُمْ قَوْلُكُم بِأَفْوَاهِكُمْ [23]

اور اللہ نے تمھارے منہ بولے بیٹے تمھارے حقیقی بیٹے نہیں بنائے ہیں۔ یہ تمہارا اپنے منہ سے کہنا ہے۔

اور اس کے بارے میں رسول ﷺ کا فرمان ہے:

اِنَّ مِن أَعظَمِ الفِرَىٰ أَن يَّدَّعِی الرَّجُلُ اِلیٰ غَيرِ أَبِيهِ [24]

سب سے بڑا بہتان یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرے۔

اسلام نے اسلامی تعلیمات کے ایک اہم پہلو پر روشنی ڈالی ہے، جس میں نسب کی حفاظت اور شناخت کی حفاظت کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔اس سلسلے میں اسلام نے واضح ہدایات دی ہیں کہ کسی شخص کو اپنے والد کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرنا حرام ہے، اور ایسا کرنا بڑا بہتان شمار ہوتا ہے۔قرآن کریم اور احادیث میں اس بات کی سخت مذمت کی گئی ہے کہ کوئی شخص اپنے نسب کو اپنے حقیقی والد سے ہٹ کر کسی اور کی طرف منسوب کرے۔یہ ایک بہت بڑا بہتان اور گناہ ہے کیونکہ یہ نسب کی شفافیت اور شناخت کو متاثر کرتا ہے۔اسلامی شریعت نے نسب کی حفاظت کے لیے متعدد قوانین وضع کیے ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ ایک عورت اپنے شوہر کی زوجیت سے نکلنے کے بعد دوسری شادی صرف اس صورت میں کر سکتی ہے جب وہ اپنی عدت کی مدت پوری کر لے۔عدت کی تکمیل سے پہلے دوسری شادی کرنا ناجائز قرار دیا گیا ہے تاکہ نسب کی حفاظت کو یقینی بنایا جا سکے۔عدت کی مدت ایک عورت کے رحم کی پاکیزگی کی تصدیق کے لیے بھی اہم ہے، تاکہ یہ یقینی بنایا جا سکے کہ نیا نکاح ایک واضح اور شفاف بنیاد پر قائم کیا جا رہا ہے۔یہ تمام احکام نسب کی اہمیت اور اس کی حفاظت کی ضرورت کو ظاہر کرتے ہیں جو کہ اسلامی معاشرت میں ایک مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلاَ تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ.[25]

اور نکاح کے عقد کا پختہ عزم نہ کرو (عدت کے دوران) یہاں تک کہ مقررہ عدت اپنی مدت کو پہنچ جائے۔

اسلامی تعلیمات کے مطابق عدت کی مدت کے دوران عورت کا دوسرا نکاح کرنا حرام ہے۔عدت کی مدت کا مقصد نہ صرف رحم کی پاکیزگی کو یقینی بنانا ہے بلکہ اس سے عدت کے بعد ہونے والے نکاح کو نسب کی حفاظت کے تحت قانونی اور جائز بنانا ہے۔جب شریعت نے عدت کے دوران نکاح کرنے کو حرام قرار دیا ہے تو اس بات کا یہ معنی ہے کہ عدت کے دوران دوسرے نکاح کے عزم کے بارے میں بھی منع کیا گیا ہے۔یہ سب نسب کی حفاظت کے لئے ہی ہیں، تاکہ بچے کی نسبت کا تعین درست طور پر کیا جا سکے اور اسلامی عائلی نظام برقرار رہ سکے۔رحم کی کرایہ داری کی صورت میں، یعنی جب ایک عورت اپنے رحم کو کسی اجنبی مرد کے نطفہ کی پیوندکاری کے لیے کرایہ پر دیتی ہے، تو یہ عمل اسلامی اصولوں کے خلاف ہوتا ہے اور اس سے اختلاطِ نسب کا شدید اندیشہ ہوتا ہے۔ایسی

ISSN-2709-3905
PISSN2709-3891

صورت میں نہ صرف نسب کی شناخت متاثر ہو سکتی ہے بلکہ عائلی نظام میں انتشار پیدا ہو سکتا ہے۔اسلامی نقطہ نظر سے رحم کی کرایہ داری کی صورت کو حرام قرار دیا گیا ہے کیونکہ یہ اسلامی اصولوں اور شریعت کے قوانین کے منافی ہے۔اس لیے مسلمانوں کو ایسے عمل سے گریز کرنا چاہیئے تاکہ وہ اسلامی قوانین کی پابندی کر سکیں اور نسب کی حفاظت کو یقینی بنا سکیں۔

(4)انسان کا جسم اور اس کے اعضاء اس کے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں۔انسان اس کو اپنے نفع کے لیے حدود کے اندر ہی استعمال کر سکتا ہے انسان کے پاس اس کو فروخت کرنے کا اور انہیں کرایہ پر دینے کا اختیار نہیں ہے۔اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے خودکشی کرنے کو بھی حرام قرار دیا ہے، چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ[26]

اور اپنے ہی ہاتھوں خود کو ہلاک نہ کرو، اور نیکی کرو، بے شک اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان اپنے جسم کا مالک نہیں ہے کہ اس کو اپنی مرضی سے استعمال کرے۔جبکہ تاجیر الارحام کی صورت میں اپنے عضو کو کرایہ پر دیا جاتا ہے جو کہ جائز نہیں ہے۔

(5)رحم کو کرایہ پر دینا یا لینا اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے اور یہ شریعت مطہرہ کے مزاج کے مطابق نہیں ہے۔اسلامی اصولوں میں عفت، پاکیزگی، اور حیا کو بنیادی اہمیت دی گئی ہے، اور ان اصولوں کے تحت شرمگاہ کے ذریعے پیسہ کمانا حرام سمجھا جاتا ہے۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس طرح کے عمل کو حرام قرار دیا ہے اور اس پر پیسہ کمانے کو ممنوع سمجھا ہے۔ایسی صورت میں رحم کی کرایہ داری کا عمل نہ صرف عفت اور حیا کے اسلامی اصولوں کے خلاف ہے بلکہ یہ اسلامی عائلی نظام میں انتشار کا سبب بھی بن سکتا ہے۔اسلامی شریعت کے مطابق اولاد کا حصول جائز طریقے سے ہونا چاہیے، یعنی نکاح کے دائرے میں رہتے ہوئے اور ان حدود کی پابندی کرتے ہوئے جو اللہ تعالیٰ نے مقرر کی ہیں۔رحم کو کرایہ پر دینا یا لینا نہ صرف اخلاقی اور دینی اعتبار سے غلط ہے بلکہ یہ کئی مشکلات اور پیچیدگیوں کا سبب بن سکتا ہے، جن میں نسب کی شناخت، وراثت کے مسائل، اور عائلی تعلقات کی پیچیدگی شامل ہیں۔اس لیے مسلمانوں کو ایسے عمل سے گریز کرنا چاہیے اور شریعت کے احکامات کی پابندی کرنی چاہیئے تاکہ ان کی زندگی اسلامی اصولوں کے مطابق ہو اور وہ عفت و حیا کے معیار کو برقرار رکھ سکیں۔چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

نهي رسول الله صلي الله عليه وسلم عن ثمن الكلب و كسب البغي و حلوان الكاهن.[27]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی بیچنے کی پیسوں، زانیہ عورت کی کمائی اور نجومی کی اجرت سے منع فرمایا ہے۔

اس حدیث مبارک میں زنا پر اجرت کو ناجائز قرار دیا گیا ہے اس لیے کہ اس میں ایک عضو کو پیسے کمانے کے لیے ناجائز طریقے پر استعمال کیا جاتا ہے تو جس طرح یہ صورت ناجائز ہوئی اس طرح تاجیر الارحام کی صورت بھی ناجائز ہوگی کیوں کہ اس میں بھی رحم کو پیسوں کے لالچ میں اجرت پر دیا جاتا ہے۔

خلاصہ بحث

اسلامی تعلیمات کے مطابق مومن مردوں اور عورتوں کی صفات میں اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنا شامل ہے۔جب کوئی عورت اپنے رحم کو کرایہ پر دیتی ہے اور اپنے رحم میں کسی اجنبی مرد کے بارآور نطفہ کی پرورش کرتی ہے، تو وہ اس صفت کی حفاظت کے حکم سے منحرف ہو جاتی ہے۔مزید برآں، اسلام نے شرمگاہ کے ذریعے پیسہ کمانے سے منع فرمایا ہے، اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل کو حرام قرار دیا ہے۔یہ اسلامی اصول نہ صرف عفت اور حیا کو برقرار رکھنے کے لیے ہیں بلکہ عائلی نظام کی سالمیت اور معاشرتی استحکام کو بھی برقرار رکھنے کے لیے ہیں۔اسلامی شریعت کے تحت، مردوں اور عورتوں کو ان کے نکاح کے اندر جائز جنسی تعلقات کے ذریعے اولاد پیدا کرنے کا حق ہے، جبکہ رحم کو کرایہ پر دینا یا لینا شریعت کے قوانین اور اصولوں کے خلاف ہے۔اس لیے مسلمانوں کو ایسے عمل سے گریز کرنا چاہیئے جو اسلامی تعلیمات کے مطابق نہیں ہیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کو یقینی بنانا چاہیئے۔

[1] مجلة مجمع الفقه الإسلامي التابع لمنظمة المؤتمر الإسلامي بجدة،تصدر عن منظمة المؤتمر الاسلامي بجدة،وقد صدرت في ١٣ عددا، وكل عدد يتكون من مجموعة من المجلدات، كما يلي،ج١ص٥١٦ـالعدد الثانى ـ

[2] مجد الدين أبو طاهر محمد بن يعقوب الفيروزآبادى (ت ٨١٧هـ) القاموس المحيط ، ص٤٠٣ الناشر: مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت – لبنان، الطبعة: الثامنة، ١٤٢٦ هـ - ٢٠٠٥ م عدد الصفحات: ١٣٥٧ـ

[3] عارف علي عارف-الأم البديلة (أو الرحم المستاجر) رؤية إسلامية - دراسات فقهية في قضايا طبية معاصرة، ج ٢ص٨٠٦ الناشر: دار النفائس - الأردن- الطبعة : الأولى- ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م،

و ايضا قال محمد خالد منصور فى الأحكام الطبية المتعلقة بالنساء في الفقه الإسلامي-ص١٠٠ الناشر:دار النفائس الأردن - الطبعة : الثانية - ١٤٢٤ هـ - ٢٠٠٤ م-

[4] محمد خالد منصور، الأحكام الطبية المتعلقة بالنساء في الفقه الإسلامي-ص١٠٠ الناشر:دار النفائس الأردن - الطبعة : الثانية - ١٤٢٤ هـ - ٢٠٠٤ م،

و ايضا فى مجلة مجمع الفقه الإسلامي التابع لمنظمة المؤتمر الإسلامي بجدة،تصدر عن منظمة المؤتمر الاسلامي بجدة وقد صدرت في ١٣ عددا، وكل عدد يتكون من مجموعة من المجلدات، كما يلي، ج١ص٢٩٤ العدد ٢: مجلدان

[5] عارف علي عارف-الأم البديلة (أو الرحم المستاجر) رؤية إسلامية - دراسات فقهية في قضايا طبية معاصرة، ج ٢ص٨١٧

[6] ايضا

[7] محمد خالد منصور الأحكام الطبية المتعلقة بالنساء في الفقه الإسلامي- ص١٠٠

[8] سورة البقرة: ٢:٢٢٣

[9] الفِقْهُ الإسلاميُّ وأدلَّتُهُ (الشَّامل للأدلّة الشَّرعيَّة والآراء المذهبيَّة وأهمّ النَّظريَّات الفقهيَّة وتحقيق الأحاديث النَّبويَّة وتخريجها(

المؤلف: أ. د. وَهْبَة بن مصطفى الزُّحَيْلِيّ، أستاذ ورئيس قسم الفقه الإسلاميّ وأصوله بجامعة دمشق -كلّيَّة الشَّريعة،ص٨١٧ج٢

الناشر: دار الفكر - سوريَّة - دمشق

الطبعة: الرَّابعة المنقَّحة المعدَّلة بالنِّسبة لما سبقها (وهي الطبعة الثانية عشرة لما تقدمها من طبعات مصورة(عدد الأجزاء: ١٠)

[10] سورة البقرة ٢:٢٣٣

[11] اللباب في علوم الكتاب المؤلف: أبو حفص سراج الدين عمر بن علي بن عادل الحنبلي الدمشقي النعماني (ت ٧٧٥هـ(

،ص:١٧٣،ج:٤

الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت / لبنان

الطبعة: الأولى، ١٤١٩ هـ -١٩٩٨م

عدد الأجزاء: ٢٠

[12] أبو عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي صحيح البخاري

الناشر: (دار ابن كثير، دار اليمامة) - دمشق

الطبعة: الخامسة، ١٤١٤ هـ - ١٩٩٣ م

عدد الأجزاء: ٧ (الأخير فهارس)س

[13] ـمحمد خالد منصور الأحكام الطبية المتعلقة بالنساء في الفقه الإسلامي-ص١٠٠ الناشر:دار النفائس الأردن - الطبعة : الثانية - ١٤٢٤ هـ - ٢٠٠٤ـ

[14] المعارج ٧٠ :٣٠

[15] عارف علي عارف-الأم البديلة (أو الرحم المستاجر) رؤية إسلامية - دراسات فقهية في قضايا طبية معاصرة،ص٨٢٠ج٢الناشر: دار النفائس - الأردن- الطبعة : الأولى -١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م

[16] محمد على البار التلقيح الصناعى واطفال الاانابيب منظمة الموتمر الفقه الاسلامى التابع لمنظمة الموتمر الاسلامى بجدة، ص:١٩٥،ج:٢ـ

[17] الشيخ عبد الله بن زيد ال محمود مجلة مجمع الفقه الاسلامي التابع لمنظمه المؤتمر الاسلامي بجده وثائق مقدمه للمجمع الحكم الاقناعي في ابطال التلقيح الصناعي وما يسمى بشتل الجنين ص٢٣٨:ج٢

[18] خالد احمد عثمان ،استفتائات للسيد السيستانى ٢٢٣٢سؤال:٨٩٧،مقال بعنوان التلقيح الاصنطناعى وتاجير الارحام :اساليب ومشروعية نشرته صحيفة الاقتصادية الالكترنية فى ٢٠٠٩/٥/٢

[19] موقع جريدة القبس الكوتية

[20] المعارج: ٧٠ :٣٠

[21] سورة النور ٢٤:٣١

[22] سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير الأزدي السجستاني (ت ٢٧٥) سنن أبي داود مع شرحه عون المعبود،و شرف الحق العظيم آبادي (ت ١٣٢٩)شرح «عون المعبود» ج٢ص ٢١٤

الناشر: المطبعة الأنصارية بدهلي- الهند ،عام النشر: ١٣٢٣ هـ،عدد الأجزاء: ٤

[23] سورۃالاحزاب۳۳: ۴

[24] أبو عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري الجعفي صحيح البخاري،المحقق: د. مصطفى ديب البغا ج۶ص ۲۴۸۱ ،ج۳ص 1292الناشر: (دار ابن كثير، دار اليمامة) – دمشق الطبعة: الخامسة، ١٤١٤ هـ - ١٩٩٣ م عدد الأجزاء: ٧ (الأخير فهارس)

[25] سورۃالبقرۃ: ۲: ۱۳۵

[26] سورۃالبقرۃ: ۱۹۵:۲

[27] أبو داود سليمان بن الأشعث الأزدي السجستاني (٢٠٢ - ٢٧٥ هـ) سنن أبي داود، ج۵ص ۳۰۳المحقق: شعيب الأرنؤوط - محمد كامل قره بللي،الناشر: دار الرسالة العالمية،الطبعة: الأولى، ١٤٣٠ هـ - ٢٠٠٩ م،عدد الأجزاء: ٧